Al-Azhār

Volume 12, Issue 01 (Jan-June, 2026)
ISSN (Print): 2519-6707

Issue: https://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/25
URL:https://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/579
Article DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.20694891

Title The Linguistic Disposition of the Arabs and the Phenomenon of Ellipsis: A Critical Study

Author (s): Gulshan Nisar,Dr. Zill e Huma

Received on: 26 Nov, 2025
Accepted on: 27 December, 2025
Published on: 25 March, 2026

Citation: “Gulshan Nisar,Dr. Zill e Huma “The Linguistic Disposition of the Arabs and the Phenomenon of Ellipsis: A Critical Study.”.”vol.12, Issue No.1 (2025)P:30-44

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

اہل عرب کا لسانی مزاج اور حذف: ایک مطالعہ

The Linguistic Disposition of the Arabs and the Phenomenon of Ellipsis: A Critical Study

*Gulshan Nisar
**Dr. Zill e Huma

Abstract

The linguistic phenomenon of ellipsis (Al-Hadhf) stands as a cornerstone of classical Arabic rhetoric and syntax, reflecting the unique cognitive and cultural disposition of the ancient Arabs who favored conciseness (Al-Ijaz) over redundant elaboration. This research paper examines the structural parameters, contextual prerequisites, and semantic implications of ellipsis in both Pre-Islamic (Jahili) poetry and the text of the Holy Qur'an. Utilizing a descriptive, analytical, and rhetorical methodology, the study investigates how the deliberate omission of lexical elements—ranging from individual particles and nouns to complete syntactical structures—serves to elevate the eloquence (Al-Balaghaf), cognitive engagement, and emotional resonance of the discourse. The findings reveal that ellipsis is not merely a tool for grammatical reduction (Al-Takhfif), but a deliberate aesthetic mechanism employed to invite critical contemplation (Al-Tadabbur), evoke reverence or contempt, and optimize semantic expansiveness. Ultimately, the paper demonstrates that the rhetorical brilliance of the Qur'anic narrative seamlessly inherited and perfected this native Arab linguistic trait, establishing an unparalleled standard of linguistic miracle (I'jaz al-Qur'an).

Keywords: *Rhetorical Ellipsis, Arabic Disposition, Pre-Islamic Poetry, Qur'anic Eloquence, Semantic Expansion.*

....

**PhD Scholar, Lahore College For Women University, Lahore.*
***Assistant Professor, Lahore College For Women University, Lahore.*

مقدمۃ البحث

حمدِ بے حد و ثنائے بے عدا اس قادرِ مطلق کے لیے جس نے نوحہِ انسانی کو وجود بخش کر اسے فصاحت و بلاغت کے لازوال گہرائے (علمِ بیان) سے سرفراز کیا، اور ایسی لسان عطا کی جو میزانِ حق اور فرقانِ مبین کے ابعاد کو سمجھنے میں معاون ثابت ہو۔ اور درود و سلام کا نذرانہ ہو فصحائے کائنات کے تاجور، مائے نازِ عرب و عجم، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اور ان کی آل و اصحابِ اخیار پر۔

لسانی، ثقافتی اور تاریخی اعتبارات سے اہل ارض میں قبیلۂ عرب کا لسانی مزاج نہایت منفرد، شاندار اور معجزانہ خصوصیات کا حامل رہا ہے۔ ان کے اسی اسلوبیاتی مزاج کا ایک نمایاں ترین وصف "حذفِ بلاغی" ہے۔ عربی زبان کا خمیر طوالتِ کلام کے بجائے کم سے کم لفظوں میں جہانِ معنی آباد کرنے (ایجاز) سے اٹھا ہے۔ زیرِ نظر تحقیق کا بنیادی مقصد جاہلی مآخذ اور قرآنی نظم کی روشنی میں حذف کے اسلوبیاتی جمال، اس کے محرکات اور معنوی اثرات کا ایک تنقیدی جائزہ پیش کرنا ہے، تاکہ اس فکری اسلوب کی گہرائی کو علمی سطح پر واشگاف کیا جا سکے۔

حذف کا معنی ترک کر دینا ہے۔ یہ کسی عبارت، شے، یا فعل کو حذف کرنے کے سیاق میں استعمال ہوتا ہے۔ عربی زبان میں "حذف" کا مطلب بھی اسی طرح کسی چیز کو ہٹانے یا مختصر کرنے کا ہوتا ہے۔

حذف "ایک عربی لفظ ہے جس کا بنیادی معنی کسی چیز کو مٹا دینا، مختصر کرنا یا ہٹا دینا ہے۔ زبان و بیان کے سیاق میں یہ لفظ اکثر ان چیزوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جو جملے یا عبارت سے نکالی گئی ہوں۔ عربی زبان کی نحو (گرامر) اور بلاغت میں "حذف" ایک اہم اصطلاح ہے، جو کسی لفظ یا جملے کے حذف کیے جانے کے عمل کو بیان کرتی ہے۔

حذف کی اصطلاحی حقیقت اور مفہوم

لغوی مادہ اور اشتقاق: لفظ" حذف "کا مادہ ثلاثی مجرد" ح ذ ف "ہے۔ لغتِ عرب میں اس کے بنیادی معانی درج ذیل ہیں: کسی شے کے زائد یا غیر ضروری حصے کو کاٹ کر الگ کر دینا۔

کلام کو مختصر، ہلکا اور کم کرنا۔

حذف کا اصطلاحی معنی:

عربی نحو میں "حذف" اس وقت ہوتا ہے جب جملے سے کسی لفظ یا عنصر کو نکال دیا جائے، مگر اس کا مفہوم باقی رہے۔ یہ حذف بلاغت اور ایجاز کے اصولوں کے تحت کیا جاتا ہے، تاکہ کلام زیادہ مؤثر اور جامع ہو۔[1]

یعنی علمِ نحو اور بلاغت کی رو سے" حذف "ایک ایسی فنی اور ساختیاتی تکنیک ہے جس کے تحت کلام کے کسی ایسے کلمے، مضاف، فعل، یا پورے جملے کو ظاہری ساخت سے گرا دیا جاتا ہے جس کا وجود نحوی اعتبار سے تو ضروری ہو، مگر کلام کا داخلی نظام اور سیاق و سباق اس کے بغیر بھی پورے مفہوم کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہو۔ یہاں ذکر کے بجائے ترک کرنا کلام کی فصاحت کو جلا بخشتا ہے۔

قرآنی اسلوب میں حذفِ بلاغی کے نظائر

قرآنِ کریم کا اسلوب اعجاز کا وہ نقطۂ عروج ہے جہاں حذف کا استعمال سامع کے فہم پر بوجھ بننے کے بجائے تفہیم کے بند کواڑ کھولتا ہے۔ حذف کا مقصد معنی کو واضح کرنا اور سمجھنے میں آسانی پیدا کرنا ہوتا ہے۔اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں: اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ[2]

بلاغی نکتہ:اس دعا کے مروجہ اسلوب میں اگر صراحت کی جاتی تو جملہ یوں ہوتا" :اهدنا إلی صراطِ اللہِ المستقیم"۔ یہاں اسمِ جلالت کا حذف کرنا کلام کو صراحت سے کنایاتی حسن کی طرف لے جاتا ہے، جس سے جملے کی ساخت میں غیر معمولی روانی اور تاثیر پیدا ہوتی ہے۔

اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَالْحَيُّ الْقَيُّوم[3]

بلاغی نکتہ :یہاں توحید کے اثبات اور صفاتِ الٰہی کے درمیان" إِلَّا هُوَ "کا لاحقہ ایک خاص ضرباتی رفتار پیدا کرتا ہے۔ تقدیرِ کلام میں اگر طوالت ہوتی تو حسنِ کلام متاثر ہوتا جیسا کہ اس کا اصل معنی "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندہ اور قائم ہے" تھا، مگر حذف نے اسے ایک جاندار خطیبانہ اسلوب دے دیا۔

یہ حذف قرآن مجید میں اس لیے استعمال کیا گیا تاکہ قرآن کے پیغامات کو مختصر، واضح اور مؤثر طور پر پیش کیا جا سکے،اور پڑھنے والے کی فہم پر بوجھ نہ پڑے۔

قرآن مجید میں حذف کا استعمال ایک اہم اسلوب ہے جو زبان کی قدرتی فصاحت اور جمالیت کو ظاہر کرتا ہے۔اس سے مراد وہ مواقع ہیں جب کسی جملے یا عبارت میں کوئی لفظ یا کلمہ حذف کر دیا جاتا ہے، مگر اس کے باوجود مکمل مفہوم میں کوئی کمی نہیں آتی، بلکہ اس سے عبارت زیادہ مختصر اور جامع بن جاتی ہے۔حذف کا مقصد معانی کو واضح

کرنا اور زبان کو زیادہ مؤثر بنانا ہوتا ہے۔

اہل مسبان(اہل عرب)کے ہاں حذف کے اغراض و فوائد)

عربوں کے لسانی مزاج میں "حذف" کے فائدے کو مختلف اصطلاحات میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ یہاں بعض اہم عربی الفاظ اور اصطلاحات ہیں جو حذف کے فائدے کو ظاہر کرتی ہیں:

تخفیف:(Linguistic Ease) کلام کو طویل بیانیے کے بوجھ سے آزاد کرنا تاکہ ذہنی و لسانی سطح پر ایک ہلکا پن اور روانی پیدا ہو۔

تبسیط :(Simplification) غیر ضروری تفصیلات کی چھانٹی کر کے اصل جوہر کو سادہ اور اثر انگیز بنانا۔

تصفیہ و تزکیہ:(Refinement) یہ لفظ صفائی اور چھان بین کے لیے استعمال ہوتا ہے، فضلہ کلام(غیر ضروری الفاظ)کو کلام سے دیس نکالا دینا تاکہ صرف وہی لفظ باقی رہے جو روحِ کلام ہوں۔

ازالہ :(Elimination) ابہام پیدا کرنے والے احتمالات کو جڑ سے اکھاڑنا تاکہ کلام کا مقصد اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمکے۔

یہ تمام عربی اصطلاحات حذف کے فوائد کو بیان کرتی ہیں اور یہ ظاہر کرتی ہیں کہ غیر ضروری چیزوں کو نکالنے سے زندگی کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

مکالماتی سطح پر حذف کے جمالیاتی ابعاد:

1- اختصار اور جامعیت:

کم سے کم الفاظ میں معانی کا سمندر سمونا، جس سے سامع کے ذہن میں ایک فکری ارتعاش پیدا ہوتا ہے۔

2- فصاحت اور بلاغت:

قرآن مجید کی بلاغت میں حذف کا بڑا کردار ہے۔ حذف کرنے سے جملے کی ساخت مزید لطیف اور خوشبودار ہو جاتی ہے، کیونکہ بغیر کسی غیر ضروری تفصیل کے، اصل بات زیادہ مؤثر انداز میں پہنچتی ہے۔

3- تخیل کی بیداری: محذوف الفاظ قاری کے تخیل کو متحرک کرتے ہیں، جس سے تفکر اور تدبر کے نئے در کھلتے ہیں۔

4- تدبر کی دعوت:

قرآن میں حذف کا استعمال انسانوں کو تدبر اور تفکر کی دعوت دیتا ہے۔ یہ صرف لفظی مفہوم تک محدود نہیں رہتا، بلکہ ایک گہرے فکری اور روحانی انداز میں بھی معانی کو ظاہر کرتا ہے۔[4]

حذف کا مقصد:

5- روحانیت میں گہرائی:

قرآن کا یہ اسلوب نہ صرف لغوی بلکہ روحانی سطح پر بھی مفہوم کو گہرا اور واضح کرتا ہے۔

6- کلمات کی تاثیر میں اضافہ:

حذف کی وجہ سے قرآن کے کلمات زیادہ مؤثر اور دل پر اثر کرنے والے بن جاتے ہیں۔

7- زبان کی خوبیوں کا اظہار:

حذف قرآن کی زبان کے فنی جمال کا ایک نمایاں حصہ ہے، جو اس کی فصاحت اور بلاغت کو بڑھاتا ہے۔

آیت " **:** وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ"[5]

یہاں "الْقَرْيَةَ" سے مراد "اہل القرية" (بستی کے لوگ) ہے، لیکن لفظ "اہل" کو حذف کر دیا گیا ہے۔

1- شعری حذف :

عربی شاعری میں حذف کو بہت زیادہ استعمال کیا جاتا ہے تاکہ موزونیت اور وزن برقرار رکھا جا سکے۔[6]

اہل عرب کا لسانی مزاج اور حذف

اہلِ عرب کا لسانی مزاج تاریخی طور پر بہت منفرد اور جامع ہے۔ ان کی زبان، یعنی عربی، دنیا کی قدیم ترین زبانوں میں سے ایک ہے جو نہ صرف لسانی بلکہ ثقافتی وراثت کو بھی محفوظ رکھتی ہے۔ عربی زبان میں حذف کا عمل (Ellipsis) نہایت اہمیت کا حامل ہے اور اسے ادب، بلاغت، اور روزمرہ گفتگو میں وسیع پیمانے پر استعمال کیا جاتا ہے-[7]

بلاغت اور ایجاز : عربی زبان ایجاز (مختصر مگر جامع اظہار) کے لیے مشہور ہے۔ اہلِ عرب کے لسانی مزاج میں مختصر جملوں میں جامع خیالات پیش کرنا اہمیت رکھتا ہے۔[8]

مثال": الصبر مفتاح الفرج" (صبر کامیابی کی کنجی ہے)۔

اس مختصر جملے میں پورا فلسفہ موجود ہے۔

شاعری کا رجحان : اہلِ عرب شاعری کے شوقین تھے، اور یہ لسانی مزاج ان کے ادب میں نمایاں ہے۔ حذف کا استعمال شاعری میں معانی کو گہرائی اور اثر دینے کے لیے کیا جاتا ہے۔

مثلاً":وما حب الديار شغفن قلبي "(گھروں کی محبت نے میرا دل نہ لبھایا)۔

یہاں حذف کے ذریعے مراد واضح ہے کہ محبت اصل میں وہاں رہنے والوں کی ہے۔

مبالغہ اور استعارہ : عربی زبان میں مبالغہ اور استعارہ کا استعمال عام ہے، جو اہلِ عرب کے جذباتی اور لسانی مزاج کو ظاہر کرتا ہے۔

حذف کا تصور

عربی زبان میں حذف ایک ایسا فنی طریقہ ہے جس کے ذریعے غیر ضروری الفاظ کو ترک کر کے جملے کو مختصر کیا جاتا ہے جبکہ مطلب واضح رہتا ہے۔

حذف کی صورتیں: حذف فعل:

جملے سے فعل کو حذف کیا جاتا ہے، جبکہ سیاق وسباق سے مطلب سمجھ میں آتا ہے۔

مثال: "ومن یتق اللہ..." (جو اللہ سے ڈرتا ہے...)، یہاں "یجد لہ مخرجا" کو حذف کر دیا گیا ہے مگر مطلب واضح ہے۔

حذف مبتدا یا خبر: جملے کا مبتدا یا خبر حذف کر دی جاتی ہے۔

مثال:"كل من عليها فان"(زمین پر جو بھی ہے وہ فنا ہونے والا ہے)۔ یہاں مبتدا "کائن" کو حذف کیا گیا۔

حذف مضاف: مضاف کو حذف کر دیا جاتا ہے، جبکہ مضاف الیہ مطلب کو واضح کرتا ہے۔

مثال:"واسئل القرية"(گاؤں سے پوچھو)۔ یہاں "اہل القریة" مراد ہے۔

حذف شرط یا جزاء: شرط یا جزاء کو حذف کیا جاتا ہے۔

مثال:"لو تراهم..."(اگر تم انہیں دیکھو...)۔ یہاں جزاء حذف ہے جو سیاق سے سمجھ میں آتی ہے۔[9]

عربی کلام میں حذف کے محرکات(Causes of Omission)

اہلِ عرب کے کلام اور قرآنی اسلوب میں حذف کے چند بنیادی اسباب درج ذیل ہیں:

ایجاز و اختصار : طویل گفتگو کو ناپسند کرتے ہوئے کلام کو پر مغز بنانا۔
یعنی جملے کو مختصر اور جامع بنانے کے لیے حذف کیا جاتا ہے، تاکہ بات کو کم الفاظ میں زیادہ مؤثر بنایا جا سکے۔[10]

مثال:قرآن" :وقالوا ما لنا لا نرى رجالا كنا نعدهم من الأشرار[11] "

یہاں "لانراھم" کو حذف کر کے جملہ مختصر بنایا گیا ہے۔

معانی میں بلاغت اور زور پیدا کرنا

حذف کے ذریعے جملے کو فصیح اور بلیغ بنایا جاتا ہے تاکہ سامع یا قاری پر زیادہ اثر ہو۔

مثال:قرآن" :فصبر جميل[12] "

یہاں "أصبر صبرا جمیلا" کو حذف کر کے جملے کو جامع اور مؤثر بنایا گیا۔

قرینۂ سیاق پر بھروسا : جب متکلم کو یقین ہو کہ سامنے والا سیاق سے بات سمجھ جائے گا، جیسے "ذَٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ [13]"میں موت کا لفظ صراحت سے لائے بغیر ہی منظر کشی کر دی گئی۔
تکرار کا سدِ باب ایک ہی لفظ کو بار بار دہرانے کے عیب سے بچنا، جیسے دہر میں" وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ [14]"میں دوسرے "رأیت" کے بعد مفعول کا حذف کرنا، کیونکہ پہلے حصے سے سمجھ میں آتا ہے۔

سامع کو غور و فکر کی دعوت دینا

حذف کے ذریعے سامع یا قاری کو غور و فکر پر مجبور کیا جاتا ہے تاکہ جملے کے گہرے مفہوم تک پہنچ سکے۔

مثال:جیسا کہ ایک شعر میں ہے:شعر:نَصَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ إِذْ كَانَ صَاحِبًا

یہاں "في الغار" حذف ہے لیکن سیاق سے واضح ہے۔

فوائدِ حذف

بلاغت اور فصاحت میں اضافہ : حذف سے جملے کی خوبصورتی اور روانی بڑھتی ہے، جو عربی زبان کی اہم خصوصیت ہے۔

عظمت کی خاطر: بعض مقامات پر عظمت کی خاطر بھی حذف ہوتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں سورۃ الشعراء کی آیت نمبر ۲۴ میں بیان ہوا ہے :قَالَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِن كُنتُم مُّوقِنِينَ[15]

یہاں رب سے قبل ' ھو '، مبتدا بطور تعظیم محذوف ہے۔

حقارت کے سبب

بسا اوقات کسی کو حقیر جانتے ہوئے بھی حذف کیا جاتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں منافقوں سے متعلق ارشاد فرمایا گیا ہے :صُمٌّ بُکمٌ[16]

فضول سے اجتناب

حذف کے ذریعے کلام میں سے غیر ضروری الفاظ کو نکال دیا جاتا ہے جبکہ کلام کا فہم باقی رہتا ہے۔جیسا کہ اہل عرب تیز فہم ہونے کے باعث غیر ضروری الفاظ اور طوالت کے عادی نہ تھے۔

مفہوم میں وسعت

حذف جملے کے معنی کو زیادہ گہرائی اور وسعت دیتا ہے، جس سے سامع یا قاری کا تخیل متحرک ہوتا ہے۔

جملے کو بامقصد بنانا

حذف غیر ضروری الفاظ کو ختم کر کے جملے کو مؤثر اور بامقصد بناتا ہے۔

ادبی حسن اور شاعری میں نکھار

حذف کے ذریعے ادبی اور شعری اظہار میں جمالیاتی حسن پیدا ہوتا ہے۔[17]

اثرانگیزی : حذف سے جذباتی اور فنی اثر بڑھ جاتا ہے، جو ادب اور گفتگو میں اہم ہے-[18]

ادبی شاعری کے مجموعے : جاہلی دور کے شعرا کا دیوان" المعلقات السبع"

ادب جاہلی میں حذف کے نظائر

ادبِ جاہلی عربی زبان کی ابتدائی شکلوں کا مظہر ہے، جو ایجاز، فصاحت، اور بلاغت کے نمونے پیش کرتا ہے۔حذف (Ellipsis) ادبِ جاہلی میں نہایت عام ہے، اور اس کا مقصد جملے کو مؤثر اور اختصار کے ساتھ جامع بنانا تھا۔حذف کے یہ نظائر شاعری اور نثری اظہار میں کثرت سے ملتے ہیں۔

ادب جاہلی میں "حذف" ایک اہم بیانیہ اور شعری تکنیک ہے جس کا مقصد بعض الفاظ یا جملوں کو چھوڑ دینا ہوتا ہے تاکہ معانی یا جذبات میں گہرائی پیدا کی جاسکے۔حذف کے ذریعے شاعر یا ادیب کسی بات کو چھپاتا ہے، اس کا

اشارہ دیتا ہے یا اسے محض مختصر انداز میں پیش کرتا ہے۔ جاہلی ادب میں حذف کے کئی نظائر ملتے ہیں جو اس دور کی شعری اور نثری ساخت کا حصہ تھے۔

جاہلی ادب میں حذف کے نظائر:

شاعری میں حذف :جاہلی شاعری میں حذف کا استعمال بہت عام تھا، خاص طور پر اشعار میں بعض الفاظ یا جملوں کا چھوڑ دینا تاکہ ایک خاص تاثر یا خیال اجاگر کیا جا سکے۔

مثلاً ایک مشہور شاعر امرو القیس کا شعر: "لَقَدْ شَرِبْتُ مِنْهَا فَأَمَّا شَرَابُهَا" اس شعر میں "شَرَابُها" کے ساتھ بہت سی تفصیلات حذف کی گئی ہیں، جس سے شعر کی گہرائی اور معانی بڑھ گئے ہیں۔

منظوم افسانوں میں حذف :جاہلی داستانوں اور افسانوں میں بھی بعض افعال اور واقعات حذف کر کے ان کا تاثر بڑھایا جاتا تھا۔

جیسے کہ داستان "العمری" میں کئی جگہ پر افراد کے نام حذف کیے گئے ہیں، اور صرف ان کے افعال یا کردار کے بارے میں ذکر کیا گیا۔

کلام میں حذف اور مبالغہ :جاہلی شاعری میں حذف کا مقصد اکثر مبالغہ کو پیدا کرنا ہوتا تھا۔

مثلا کسی معرکے یا واقعہ کو بیان کرتے ہوئے شاعر بعض اہم جزئیات کو حذف کر کے مرکزی خیال یا جذبات پر زور دیتا تھا۔

حذف کا فائدہ مختلف حوالوں سے ہو سکتا ہے، اور یہ فرد یا صورتحال پر منحصر ہے۔ کچھ اہم فوائد میں شامل ہیں:

عرب کے اشعار میں حذف

عربی شاعری میں حذف کا استعمال ایک اہم ادبی تکنیک ہے جس سے اشعار کی تاثیر اور گہرائی بڑھتی ہے۔ حذف کا مطلب کسی لفظ، جملے یا تصور کو جان بوجھ کر چھوڑ دینا ہوتا ہے تاکہ اشعار میں ایک راز، تفصیل یا گہرائی باقی رہ جائے۔ اس کے ذریعے شاعر قارئین کی توجہ مخصوص باتوں پر مرکوز کرتا ہے اور انہیں زیادہ سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔

عربی اشعار میں حذف کی مثالیں:

1. "السامعون في الارض"

یہاں "السامعون" کے بعد "الذین" کا حذف ہوتا ہے۔ اس سے اشعار کو مختصر اور دلچسپ بنایا جاتا ہے۔

2. "لم ألقَ غيركَ"

اس اشعار میں "غیر" کے بعد "من" کا حذف کیا گیا ہے تاکہ مفہوم میں شدت اور اثر آئے۔

3. "أنت الحُبُّ، وأنت الدّهرُ"

اس میں "أنت" کے بعد "الذي" کا حذف کیا گیا ہے، جس سے اشعار میں پیچیدگی اور معنی کی گہرائی آتی ہے۔

4. "وَلَقَدْ رَءَاها فِي الْمُنَامِ"

یہاں "رَءَاها" کے بعد "رُؤیا" کا حذف کیا گیا ہے۔اشعار میں اس طرح کے حذف سے مفہوم زیادہ گہرا اور تاثیر کا حامل بن جاتا ہے، کیونکہ قاری خود مکمل تصویر بناتا ہے۔

جاھلی اشعار کے نمونے اور حذف:

یہاں مشہور جاھلی دور کے اشعار (قبل از اسلام عربی شاعری) کے نمونے پیش کیے جا رہے ہیں۔ جاھلی شاعری میں زیادہ تر موضوعات فخر، حماسیه، عشق، رثاء، اور وصف پر مبنی ہوتے تھے۔

مرؤالقیس(مشہور جاھلی شاعر)

قِفا نَبكِ مِن ذِكرى حَبيبٍ وَمَنزِلِ

بِسقطِ اللِوى بَينَ الدَخولِ فَحَومَلِ

ترجمہ": رکو، ہم اپنے محبوب اور اس کے مکان کی یاد میں روئیں، جو سقط اللویٰ کے مقام پر دخول اور حومل کے درمیان ہے۔"

امرؤالقیس کی شاعری زیادہ تر محبت اور عشق کے موضوعات پر مشتمل ہوتی تھی۔

عنترۃ بن شداد(حبشی غلام اور بہادر شاعر)

وَلَقَد أَبيتُ عَلى الطَوى وَأَظَلُّهُ

حَتّى أَنالَ بِه الكَريمَ المُتَربّعا

ترجمہ": میں نے بھوک کی راتیں گزاریں اور اپنے آپ کو اس وقت تک روکا جب تک کہ میں عزت و شرف کی منزل کو نہ پالیا۔"

عنترۃ کی شاعری میں شجاعت، بہادری، عزت نفس اور خودداری کا اظہار ملتا ہے۔ وہ اپنی غلامی کے خلاف اپنی جدوجہد کو بیان کرتے ہیں۔

زهير بن أبي سلمى (حکمت واخلاق کے شاعر)

وَمَن يَجعَلِ المَعروفَ مِن دونِ عِرضِهِ

يَفِرهُ وَمَن لا يَتَّقِ الشَتمَ يُشتَمِ

ترجمہ:

"جو شخص اپنے عزت وآبرو کو محفوظ رکھنے کے لیے نیکی کرتا ہے، وہ کامیاب ہوتا ہے، اور جو دوسروں کی برائی سے نہ بچے، اسے بھی برائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔"

زہیر بن ابی سلمی کی شاعری حکمت و نصیحت، معاشرتی مسائل اور اخلاقی تعلیمات پر مبنی ہوتی ہے۔

لبید بن ربیعة (اسلام لانے والے جاھلی شاعر)

إِذا رُمتَ أَن تَحيَا سَليماً مِنَ الرَدى

وَدينُكَ مَوفورٌ وَعِرضُكَ صَيِّنُ

ترجمہ:

"اگر تم سلامت رہنا چاہتے ہو تو اپنے دین کی حفاظت کرو اور اپنی عزت وناموس کو بچا کر رکھو۔"

لبید کی شاعری میں دینی و اخلاقی تعلیمات کا رنگ غالب ہے، اور وہ اسلام قبول کرنے والے **چند معروف جاھلی شعراء** میں سے ایک ہیں۔

5رَفَة بن العبد (شاعر شباب وسرمستی)

إِذا القَومُ قالوا مَن فَتىً خِلتُ أَنَّني

عُنيتُ فَلَم أَكسَل وَلَم أَتَبَلَّدِ

ترجمہ:

"جب لوگ پوچھتے ہیں کہ جوان کون ہے؟ تو میں خود کو مخاطب محسوس کرتا ہوں اور نہ میں کاہلی دکھاتا ہوں اور نہ ہی سستی۔"

طرفہ کی شاعری میں جوانی، سرمستی، موج مستی اور خود اعتمادی کا اظہار ملتا ہے۔[19]

اہم موضوعاتِ جاھلی شاعری

فخر ومباہات)قبیلے اور اپنے آپ پر فخر

حماسیہ)جنگ اور بہادری کی داستانیں

وصف)فطرت، گھوڑے، اونٹ، عورت اور معشوق کا وصف

رثاء)مردوں پر نوحہ خوانی

حکمت ونصیحت)اخلاقی اصول اور نصیحت آمیز باتیں

حذف کے فائدے عرب شاعری میں:

مختصر اور جامع اظہار :حذف سے شعر کی زبان کو مختصر اور اثر دار بنایا جاسکتا ہے۔

تفسیری گہرائی : قاری کو زیادہ سوچنے پر مجبور کرتا ہے، کیونکہ حذف کے ذریعے اشعار میں پیچیدگی اور لذت پیدا ہوتی ہے۔

رمزیت اور علامت :شاعر بعض اوقات حذف کی مدد سے کوئی پوشیدہ پیغام یا علامت دے دیتا ہے جس کی مکمل تفصیل نہیں دی جاتی۔[20]

مشہور شاعری میں حذف کا استعمال:

ایاد کا اشعار" :وَإِذَا كَانَ يَوْمٌ فَأَنتَ وَقَفْتَ فِي قَلْبِي" یہاں "يَوْمٌ" کا حذف اور اس کے مقام پر تفصیل کے بغیر سیدھا مفہوم دیا گیا ہے۔اس سے شعر میں مزید گہرائی آتی ہے۔[21]

عربی شاعری میں حذف کا استعمال ایک طاقتور ذریعہ ہے جس سے اشعار میں خوبصورتی، پیچیدگی اور تخلیقی اثرات پیدا کیے جاتے ہیں۔

نتیجہ بحث

1- ادبِ جاہلی میں حذف ایک فنکارانہ تکنیک کے طور پر استعمال ہوتا تھا، جس نے اس دور کی شاعری کو ایجاز، بلاغت، اور گہرائی عطا کی۔ یہ خصوصیت عربی ادب کی فصاحت کا ایک عظیم مظہر ہے۔

2- عربی زبان میں حذف اور ایجاز واختصار کا گہرا تعلق ہے۔ دونوں کا مقصد جملے کو مختصر مگر بامعنی بنان

3- ا، فصاحت میں اضافہ کرنا، اور سامع یا قاری کے لیے کلام کو مؤثر بنانا ہے۔ حذف کے ذریعے جملے کے کچھ حصے کو چھوڑ دیا جاتا ہے، لیکن سیاق و سباق کی مدد سے مفہوم واضح رہتا ہے۔ ایجاز، عربی زبان کی نمایاں خصوصیات میں سے ایک ہے اور اسے حذف کے ذریعے خوبصورت انداز میں حاصل کیا جاتا ہے۔

4- حذف ایک ایسا ذریعہ ہے جس کے ذریعے غیر ضروری الفاظ کو ختم کر کے جملے کو مختصر بنایا جاتا ہے۔

الحواشی

[1] موسوعة كشاف اصطلاحات الفنون والعلوم محمد بن علي ابن القاضي محمد حامد بن محمّد صابر الفاروقي الحنفي التهانوي (ت بعد ١١٥٨هـ) مكتبة لبنان ناشرون—بيروت الطبعة: الأولى- ١٩٩٦م 1486:2

2 سورہ الفاتحہ، آیت 6

3 سورہ البقرہ، آیت 255 (آیتِ کرسی

[4] بغية الإيضاح لتلخيص المفتاح في علوم البلاغة، عبد المتعال الصعيدي (ت ١٣٩١هـ) الناشر: مكتبة الآداب الطبعة: السابعة عشر: ١٤٢٦هـ-٢٠٠٥م ص 77

[5] (یوسف 12:82)

[6] ابن ہشام کی "مغني اللبيب عن كتب الأعاريب" دار العلوم الاسلامية 1421، ص 60-70

" [7] البلاغة الواضحة" از علی الجارم و مصطفى أمين، دار بولاق، الطبعة 1420 134:1

[8] بغية الإيضاح لتلخيص المفتاح في علوم البلاغة، عبد المتعال الصعيدي (ت ١٣٩١هـ) 76

[9] الإيضاح في علوم البلاغة محمد بن عبد الرحمن بن عمر، أبو المعالي، جلال الدين القزويني الشافعي، المعروف بخطيب دمشق (ت ٧٣٩هـ) المحقق: محمد عبد المنعم خفاجي دار الجيل—بيروت الطبعة: الثالثة 1 :37

[10] الأبيات مشروحة في الروض الأنف دار النشر بولاق 1420 (2/6)

[11] ص:62

[12] یوسف:18

[13] ق:19

[14] الدھر:20

[15] الشعرأ : 34

16 البقرہ : 18

17الكشاف عن حقائق التنزيل أبو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد، الزمخشري جار الله (ت ٥٣٨هـ) الناشر: دار الكتاب العربي - بيروت"234:1

18موسوعة كشاف اصطلاحات الفنون والعلوم محمد بن علي ابن القاضي محمد حامد بن محمّد صابر الفاروقي الحنفي مكتبة لبنان ناشرون—بيروت الطبعة:الأولى- ١٩٩٦م.:1467:2

19انظر شرح المعلقات السبع ،وشرحها از ابن الأنباري

20علامہ ابنِ قتیبہ "عیون الاخبار دار الکتب العلمیۃ- بیروت تاریخ النشر:١٤١٨ھ."ص234۔

21علامہ ابنِ قتیبہ "عیون الاخبار"ص234۔243

Mausu'at Kashshaf Istilahat al-Funun wal-Uloom, Muhammad bin Ali ibn al-Qazi Muhammad Hamid bin Muhammad Sabir al-Faruqi al-Hanafi al-Tahanawi (d. ba'd 1158H), Maktabat Lubnan Nashirun, Beirut, Al-Tab'ah al-Ula, 1996, Vol. 2, p. 1486.
Surah Al-Fatihah, Ayat 6.
Surah Al-Baqarah, Ayat 255 (Ayat al-Kursi).
Bughyat al-Idah li Talkhis al-Miftah fi Uloom al-Balaghah, Abdul Muta'al al-Sa'idi (d. 1391H), Maktabat al-Adab, Al-Tab'ah al-Sabi'ah 'Asharah, 1426H/2005, p. 77.
Surah Yusuf, Ayat 82 (12:82).
Ibn Hisham, Mughni al-Labib 'an Kutub al-A'arib, Dar al-Uloom al-Islamiyyah, 1421H, pp. 60–70.
Al-Balaghah al-Wadihah, Ali al-Jarim wa Mustafa Amin, Dar Bulaq, Al-Tab'ah 1420H, Vol. 1, p. 134.
Bughyat al-Idah li Talkhis al-Miftah fi Uloom al-Balaghah, Abdul Muta'al al-Sa'idi, p. 76.
Al-Idah fi Uloom al-Balaghah, Muhammad bin Abd al-Rahman bin Umar, Abu al-Ma'ali, Jalal al-Din al-Qazwini al-Shafi'i, al-Ma'ruf bi Khatib Dimashq (d. 739H), Tahqiq: Muhammad Abd al-Mun'im Khafaji, Dar al-Jil, Beirut, Al-Tab'ah al-Thalithah, Vol. 1, p. 37.
Al-Abyat Mashruhah fi Al-Rawd al-Unf, Dar al-Nashr Bulaq, 1420H, Vol. 2, p. 6.
Al-Rawd al-Unf, p. 62.
Surah Yusuf, Ayat 18.
Surah Qaf, Ayat 19.
Surah Al-Dahr (Al-Insan), Ayat 20.
Surah Al-Shu'ara, Ayat 34.

Surah Al-Baqarah, Ayat 18.
Al-Kashshaf 'an Haqa'iq al-Tanzil, Abu al-Qasim Mahmud bin Amr bin Ahmad al-Zamakhshari Jar Allah (d. 538H), Dar al-Kitab al-'Arabi, Beirut, Vol. 1, p. 234.
Mausu'at Kashshaf Istilahat al-Funun wal-Uloom, Muhammad bin Ali ibn al-Qazi Muhammad Hamid bin Muhammad Sabir al-Faruqi al-Hanafi al-Tahanawi, Maktabat Lubnan Nashirun, Beirut, Al-Tab'ah al-Ula, 1996, Vol. 2, p. 1467.
Unzur: Sharh al-Mu'allaqat al-Sab', wa Sharhuha li Ibn al-Anbari.
Ibn Qutaybah, 'Uyun al-Akhbar, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, 1418H, p. 234.
Ibn Qutaybah, 'Uyun al-Akhbar, pp. 234–243.